شیخ التفسیر مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ العالی — نقطہ نظر

اسلامی انقلاب کا لائحہ عمل اور طریق کار

بعض حضرات یہ سوال کرتے ہیں کہ۔

مغربی جمہوریت کے ذریعہ علماء کرام نے کافی محنت کی کہ اسلامی نظام رائج ہو مگر تجربہ نے ثابت کردیا ہے کہ یہ طرز سیاست غلط اور مقصد کا ذریعہ نہیں بن سکا جیسا کہ علماء کا تصور تھا جواباً" گزارش ہے کہ مغربی جمہوریت نام ہے انسانوں پر انسانوں کی حکومت کرنے کا جب کہ اسلام کے نزدیک حاکمیت اعلیٰ ذات وحدہٗ لاشریک لہ کے ساتھ خاص ہے۔ عام فہم الفاظ میں یہ کہ مغربی جمہوریت میں حقیقی بالادستی ملک کے منتخب نمائندوں کو حاصل ہوتی ہے اور اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاتی اور اسلام میں صدر ہو یا وزیراعظم یا اسمبلی ان کا اختیار محدود ہوتا ہے وہ کوئی ایسا حکم اور آرڈر نہیں دے سکتے جو دلائل شرعیہ قرآن و سنّت اور اجماع امت کے خلاف ہو اور اگر وہ کوئی بھی ایسا حکم دیں تو اس کو صحیح سمجھتے ہوئے بلا کسی شرعی اضطرار کے تسلیم کرنا کفر اور شرک ہے۔

اگر کسی کا یہ تصور تھا یا اب بھی ہو کہ ایسی مغربی جمہوریت کو تسلیم کرتے ہوئے ہم اسلامی نظام قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو یہ تصور ہی ناقابل فہم اور ریگے بر سر شاخ و بن می برید کا مصداق ہے ایسے لوگ یا تو غلط فہمی کا شکار تھے (یا ہیں) اور یا نعرہ باز سیاستدان جو لوگوں کو فریب دے رہے ہیں اور ایک اہم تر سوال یہ ہے کہ اگر آپ کو اس سے اتفاق ہے (کہ مغربی جمہوریت سے اسلام نہیں آسکتا) تو وہ طریقہ سیاست اور لائحہ عمل جو شریعت کے مطابق ہو اور جو اسلامی انقلاب کا ذریعہ ہو کیا ہوگا۔ تو اس سلسلہ میں قدرے تفصیل سے معروض ہوں کہ۔ اسلامی سیاست علماء سے پوشیدہ نہیں جب طاقت حکومت اور اقتدار حاصل ہو جائے تو ہر معروف کو طاقت سے نافذ کرنا اور ہر منکر کو تغییر بالید کی صورت سے مٹانا۔ منکر سے مراد ہر وہ کام قول فعل اور کردار و گفتار ہے جو دلائل شرعیہ کے خلاف ہو ــــ امروا بالمعروف ونهوا عن المنكر من رای منكم منكرا فليغيره بيده رسوم الجاهلية موضوعة تحت قدمى هذه او كما قال صلى الله عليه وآله وسلم الا لا يحجن بعد العام مشرك ولا يطوفن بالبيت عريان ــــ وذروا مابقى من الربوا .... الى فان لم تفعلوا فاذنوا

بحرب من اللہ و رسولہ ـــــ اور جب تک طاقت حاصل نہ ہو تو طاقت حاصل کرنے کی جائز کوشش کرنا مگر حسب حالات واستطاعت وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ وما جعل علیکم فی الدین من حرج ـــ جاھدوا باموالکم وانفسکم والسنتکم ـــ فان لم یستطع نبلسانہ جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ـــ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ ـــ الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین ـــ واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین ـــ فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ ترغیب قتال کیلئے اسلحہ کا موجود ہونا ضروری ہے ۔ اسوۂ نبوت سے ظاہر ہے کہ اس کے لیے پہلے مأمن جائے پناہ اور مہاجر جائے ہجرت تلاش کرنا اور پالینا بھی ضروری ہے ـــ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ الی غیر ذالک من النصوص ۔

نعرہ باز سیاست دان خیانتوں کے دھنی جب ہر فریب میں ناکام رہے تو اب مجاہدین افغانستان رحمۃ اللہ علی احیاءہم وشہدائہم کی مثالیں دے کر اور جہاد کا نام لے کر زندہ باد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ ان کو بفضل خداوند کریم صدر ضیاء الحق مرحوم کا پاکستان مأمن اور مہاجر مل گیا تھا اور عالم اسباب میں اسی کے بل بوتے پر چودہ پندرہ سال تک انہوں نے اپنی ایمانی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دنیائے کفر کو لرزہ براندام کر دیا تھا ـــــ بہر حال لف نشر غیر مرتب کے طور پر بطور مثال چند آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کو پیش خدمت کر دیا گیا ہے ع تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل علماء حق نے مغربی جمہوریت کو کبھی نہ تسلیم کیا نہ اس کو صحیح طریقۂ اسلام کہنے کی جسارت کی اور اگر کسی نے مولوی یا مولانا کی شکل میں ایسا کیا تو وہ ذئب فی زیّ شاۃٍ کا مصداق ہے ۔ البتہ مغربی جمہوریت کی لعنت میں پھنسے ہوئے شہری کی حیثیت سے اور مأمن اور مہاجر نہ پا کر تغییر باللسان پر عمل کرتے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کہ مشرکین عرب کو طواف میں جب یہ کہتے ہوئے سنتے کہ الا شریکا ملکۃ الخ تو خود طواف تو نہ چھوڑتے اور صحیح طریقہ پر طواف فرماتے مگر ان کو قولاً ٹوکتے وبلکم قدٍ قدٍ علماء اس خیال سے ان کے مجامع اور مجالس میں پہنچ کر اسی مغربی جمہوریت کے خلاف آواز اٹھانے کو اپنا فرض قرار دیتے رہے ووٹ مانگنا بھی اسی کی خاطر تھا مستدلین بقول یوسف علی نبینا وعلیہ السلام اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم ۔ مگر جائز طریقہ سے ابناء عصر کی طرح ووٹوں کی خرید و فروخت کی لعنت میں شریک نہیں ہوئے اور نہ ہی

قالوا للذین کرھوا ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض الامر کا شر انگیز کردار ادا کیا اور نہ ہی شرعی غیر مسلموں جیسے کہ روافض کا فرقہ امامیہ فرقہ اسماعیلیہ فرقہ ذکریہ وغیرہ سے ووٹ مانگ کر اگر کسی نے مانگا تو غلط کیا ـــــ اور اس کی نحوست ہے کہ شرعاً مرزائی اور روافض کا حکم یکساں ہونے کے باوجود منکر حفاظت قرآن فرقہ امامیہ کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی ان کو توفیق نہ مل سکی اور نہ ہی مل رہی ہے۔

ایک شبہ کا جواب : کہا جا سکتا ہے کہ جب اسلامی سیاست یہ ہے کہ اب تغییر باللسان سے ہی اس منکر کا ازالہ کیا جائے۔ تو اتنی مدت تک اس پر عمل کرنے سے اس سے نہ صرف یہ کہ اسلامی نظام کیوں قائم نہیں ہوا بلکہ اصل پریشانی یہ ہے کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوائی کا منظر سب کو نظر آرہا ہے جس کا انکار بداہت کا انکار ہے۔

تو جواباً گزارش ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہی صحیح نہیں کہ ہم تغییر باللسان پر عمل کرتے رہے کیا تغییر باللسان کے یہ معنی ہیں کہ فتوی دے دیا اور پھر خاموش ہو گئے نہ صرف خاموش ہوئے بلکہ مرتکبین منکر کو سینہ سے بھی لگایا اور اتحاد کے نام سے ان کے کتنے ناز اٹھاتے رہے کیا لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان داؤد وعیسیٰ ابن مریم کے ماتحت ہم نے یہ روایتیں کبھی نہیں پڑھیں کہ جب ان کے علماء نے ان کو برائیوں سے روکا اور وہ نہ رُکے فواکلو ھم وشاربوا ھم الی قولہ فضرب اللہ قلوب بعضھم علی بعض الخ ـــــ منفی پہلو پر اتحاد کے معنی یہ نہیں کہ ہم مثبت پہلو جو اصل مقصد ہے اس پر خاموشی اختیار کریں۔ اس کی تفصیل ذرا تلخ ہے جو مجھے خود بھی گراں گزر رہی ہے لیکن غلطی کا اعتراف اخلاقی جرأت ہے اور اس کی توفیق عطیہ خداوندی ہے اور یہ ایک حقیقت واقعیہ ہے کہ اس طرح کے محاسبہ نفس سے اشخاص اور جماعتوں کا وقار بڑھتا ہے لوگ غلط سمجھتے ہیں کہ اس طرح قیادت اور لیڈر پن میں جھول پڑ جاتا ہے ماضی قریب میں حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی بین الاقوامی قیادت معروف و مشہور ہے حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کی شخصیت سب کو معلوم ہے فوٹو کے جواز میں ان کا عمل اور مسلک سب کو معلوم تھا لیکن انہوں نے جب حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مصنف معارف القرآن کا رسالہ التصویر لاحکام التصویر پڑھا تو کوئی ضیق محسوس کیے بغیر رجوع فرمالیا تذکرہ کے مقدمہ میں مولانا آزاد کے یہ الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں فوٹو کھینچنا کھچوانا شرعاً ناجائز ہے میری غلطی تھی کہ میں نے الہلال باتصویر نکالا دوستوں کو میری غلطی اچھالنی نہیں چاہیئے اس رجوع الی الحق سے کون کہہ سکتا ہے کہ ان کی عظمت مجروح ہوئی ہرگز

نہیں بلکہ ان کی قیادت کو چار چاند لگ گئے ۔

جمعیۃ علماء اسلام کے دور اوّل میں مجھے خود چند بار ایسے حسین مناظر کا تجربہ ہو چکا ہے اور جس سے ہمیشہ جماعت کا وقار بڑھتا ہی رہا اور ملک و ملت کو فائدہ ہی پہنچتا رہا آپ بیتی کے طور پر ایک واقعہ عرض کرتا ہوں شاید اس سے مقصد کی وضاحت ہو سکے اور وہ یہ کہ ۱۹۵۸ء میں جب صدر ایوب کا مارشل لاء لگا اور سیاسی جماعتیں خلاف قانون پا گئیں تو جمعیت نے نظام العلماء کے نام سے اپنا کام جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا نظام العلماء کا پہلا اجلاس لاہور میں ہو رہا تھا اور ایجنڈا میں دینی مدارس کی تنظیم کا آئیٹم خاص طور پر وفاق المدارس کے مقابلہ پر رکھدیا گیا تھا جمعیت کا ہائی کمان الامیر حضرت شیخ التفسیر لاہوری قدس سرہ ناظم اعلےٰ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ غرض حضرت مولانا عبدالواحد صاحب گوجرانوالہ مرحوم کے بغیر سبھی حضرات وفاق کے ساتھ مل کر کام کرنے کی سختی سے مخالفت کر رہے تھے مولانا عبدالواحد صاحبؒ نے اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہا تو خود حضرت الامیرؒ نے سختی سے ان کو ڈانٹا میں سب میں کم علم اور کم اثر و رسوخ رکھتا تھا بہت گھبرایا کہ خاموشی بھی جرم ہے اور بات کرنے کی بھی جرأت نہیں کیا کروں اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور ڈرتے ڈرتے میں نے پوچھ لیا کہ حضرت مابہ الاختلاف کیا ہے حضرت الامیرؒ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے ایک ایک خدشے کا اظہار فرمایا جس پر احقر نے وفاق کی جانب سے وہ دعوت نامہ سنایا جو کہ وفاق کے اس وقت کے امیر حضرت الاستاذ خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مجھے ملا تھا۔ جس سے وہ خدشات ختم ہو سکتے تھے اسے سنتے ہی حضرت الامیر قدس سرہٗ نے فرمایا اس سے تو مسئلہ کی نوعیت ہی بدل گئی اب تو اس مسئلہ پر از سر نو غور ہونا چاہیئے آپ یقین کریں کہ یہ میٹنگ جو کہ عصر کے بعد ہو رہی تھی اسی میں مغرب سے پہلے پہلے بالاتفاق یہ قرارداد لکھ لی گئی کہ تنظیم مدارس اسلامیہ میں ہمارا مشورہ یہ ہے کہ مدارس دینیہ تمام شکوک و شبہات سے بالاتر ہو کر وفاق المدارس میں شامل ہو جاویں چنانچہ دوسرے دن کے فیصلہ کن اجلاس میں کچھ بحث و تمحیص کے بعد صرف ایک قابل ذکر رائے کے سوا بالاتفاق یہ قرارداد پاس ہو گئی ــــ دینی مدارس بدنما انتشار سے بچ گئے علماء کا وقار بڑھ گیا خود ہاؤس کے ذہن پر اپنے قائدین کے اخلاص اور للہیت کا سکہ جم گیا آج دیوبند میں مدارس کی تنظیم سب سے بڑی تنظیم ہے لاکھوں کی بلڈنگ میں ملتان میں اس کا دفتر قائم ہے اور ہزاروں مدارس اس کے قبضہ میں ہیں اب تیس ۳۰ بتیس ۳۲ سال بعد کے بدلے ہوئے ذہن کو یہ کیسے باور کرایا جاوے کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ ایک حقیقت ثابتہ ہے اور جسے تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ۔

بہرحال ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ان میں اسلامی سیاست تغییر باللسان ہے مگر نہ صرف زیرلب فتویٰ دیدینا بلکہ منکر کے خلاف تحریک چلانا۔ بالکل صحیح ہے کہ منکر منکر میں فرق ہے الاہم فالاہم کے اصول پر عمل کرنا اور کراتا ہوگا۔ مگر خود یہ مغربی جمہوریت یعنی حقیقی بالادستی کا اسمبلی کو حاصل ہونا ان کا ہر فیصلہ نہ صرف جائز النفاذ بلکہ واجب التعمیل ہونا جس کی کھلی مثال عورت کی سربراہی اور جعلوا القرآن عضین کی کافرانہ روش ہے کہ عدالت میں تو خیر مگر سیاسی معاملات اور حکومتی نظام شریعت سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اور انتخاب کا ہر بالغ رائے دہی کی بنیاد پر کرانا جس میں علم وجہل میں کوئی تمیز نہیں کی جاویگی اور متقین کو کالفجار بننا پڑے گا۔ کیا اشد منکراً نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس کے خلاف منتخب ممبروں نے تحریک چلائی ان ممبروں نے جو نظام اسلام قائم کرنے کے دعویٰ سے اسمبلیوں میں پہنچے ہیں ان جماعتوں نے جو اسی بنیاد پر قائم ہوئے ہیں کہ اسلامی نظام ہی ہمارا اصل مقصد ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے دور اول کی قرار دادیں آپ پڑھیں کیا ان میں یہ مسئلہ ۵۶ء سے ہی طے شدہ نہیں کہ جداگانہ انتخاب اور مخلوط انتخاب دونوں شرعاً ناجائز ہیں ملک کی ایسی با اختیار مقننہ جس کا کام اسلام کے مطابق قانون سازی کرنی ہے اس میں کوئی غیر مسلم شریک نہیں ہوسکتا کیا دستور ۵۶ء پر تنقیدی جائزہ کمیٹی جو جمعیت علماء کی جانب سے بنی تھی اور جس میں سیدی حضرت افغانیؒ علامہ خالد محمود سلمہ اور مولانا مفتی محمود صاحبؒ اور شیخ حسام الدین مرحوم تھے کیا اس میں خود مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے یہ الفاظ موجود نہیں کہ ملک کے با اختیار قانون ساز اسمبلی میں کسی غیر مسلم کی شرکت اسلام سے استہزاء ہے اسلام میں تحریف کے مترادف ہے جمعیت کا فرض ہے کہ وہ اس کے خلاف تحریک چلائے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۵۸ء کے بعد آج تک ان دو باتوں کے لیے کب تحریک چلی کس ممبر نے اندر سے یہ آواز اٹھائی اس کے لیے کتنا کام ہوا۔ اگر آپ کہیں کہ نظام مصطفیٰؐ اور شریعت محاذ وغیرہ تحریکیں اسی کے لیے چلیں تو بڑے افسوس سے میں اس سے اتفاق نہ کرسکونگا۔ آپ خود بنظر انصاف فرمائیں کہ اگر نظام مصطفیٰ سے مراد اور شریعت محاذ سے آپ کا مقصد اسمبلی کی نہیں صرف قرآن وسنت کی بالادستی تھی اگر شریعت محاذ سے مراد آپ کی اسمبلی میں واقعی کسی غیر مسلم کو شریک نہ کرنا تھا تو یہ ہر قسم کے سیکولر جماعتیں کیسے آپ کے ساتھ ہوگئی تھیں گول مول اسلام سے آپ دل ہی دل میں حقیقی اسلام لے رہے تھے اور وہ ماڈرن اسلام ہی مانگ رہے تھے فرمایئے کامیاب کون رہا۔۔۔ اسلامی سیاست ان حالات میں صرف تغییر باللسان ہے مگر بطور تحریک کے اور واضح اسلام کا نعرہ لگا کر کہ اسمبلی میں کسی غیر مسلم کی گنجائش نہیں حقیقی بالادستی ہرگز اسمبلی کو حاصل نہیں۔ ان صاف اور واضح مطالبات سے گریز کرنا معاف رکھیں آپ

عملاً مغربی جمہوریت کو پروان چڑھا رہے ہیں اور ایسے میں ہرگز سو سال تک بھی پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنا ایک بے معنی خواب رہے گا۔ آپ یقین رکھیں۔ کہ دنیا اب اس طرف آرہی ہے نعرہ جمہوریت کو چھوڑ کر دوسرے نعروں کی پناہ لے رہی ہے آپ سیاست دانی کے زعم میں واضح اسلام مقصد بنانے سے کتراتے رہیں گے تو یار لوگ منزل کو پالیں گے لیکن اس سے مستند خلفاء راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بلکہ خیر القرون مشہود لہا بالخیر والا اسلام نافذ نہیں ہوگا۔ کیونکہ باگ ڈور جن کے ہاتھ میں ہوگی وہ یا تو انکار حدیث کے مریض ہیں یا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھنے والے ہیں یا حکمت عملی کے نام سے توحید و رسالت کے سوا عام احکام اسلام کو سبوتاژ کرنے والے یا کم از کم فقہاء اسلام کی تحقیقات سے مستغنی ہو کر خود ساختہ مجتہد ہیں ــــ آپ واضح اسلام سے نہ شرمائیں اپنی جماعت کو واضح اسلام پر مجبور کریں تو انشاءاللہ مقصود دو گام ہے احدی الحسنیین کی کامیابی آپ کے قدم چومے گی ــــ اس طویل نصدعہ اور مکرر سہ کرر عرض کرنے کا حاصل یہ ہے کہ تغییر باللسان کے سوا کوئی راستہ نہیں تحریک کا مقصد صرف سڑکوں پر لے آنا لازم نہیں بلکہ اپنے نصب العین کو عام تقریروں میں بار بار دھرانا حسب موقعہ قرار دادوں کا پاس کرانا ایام منانا یہی ہے جس طرح صدر ایوب کو بھگانے میں عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کو اہمیت دی گئی تھی، اسی طرح واضح اسلام کا نعرہ لگائیں مخالفین اسلام کے طعنوں سے نہ گھبرائیں لایخافون لومۃ لائم پر عمل کریں یا پھر یہ اعلان کریں کہ جمعیت کے دور اول کی قرار دادیں کہ جداگانہ اور مخلوط انتخاب دونوں غیر اسلامی ہیں با اختیار مقننہ میں کوئی غیر مسلم شریک نہیں ہوگا آخری اختیار اسمبلی کو نہیں حاکمیت اعلیٰ صرف ذات احکم الحاکمین کو ہے الخ یہ سب غلط تھیں یا منسوخ ہو چکی ہیں جو کچھ کرنا ہے برملا کریں۔ تاکہ قوم دورنگ اور دو دلی سے بچ جاتے۔

(النوٹ) اس موضوع پر گذشتہ دو پرچوں میں ارباب علم و فضل کی آراء شائع ہو چکی ہیں۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی تحریر سے بھی اہل علم اور ارباب بصیرت کا سو فی صد متفق ہونا ضروری نہیں ادارہ اپنی رائے محفوظ رکھتے ہوئے اہل علم کو اس موضوع پر اظہار رائے کا داعی ہے۔ (ادارہ)